ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 23 فروری 1951

اُجاگر سنگھ

بنام

دی سٹیٹ آف پنجاب

اور

جگجیت سنگھ

بنام

دی سٹیٹ آف پنجاب

[سید فضل علی، پتنجلی ساستری، مکھر جی، داس اور چندر شیکھرا ایئر، جسٹس صاحبان]

امتناعی نظر بندی ایکٹ (IV، سال 1950)، دفعات 3، 12- نظر بندی حکم- نظر بندی کی مدت کی عدم وضاحت- دیے گئے وجوہات مبہم ہیں اور پہلے کے حکم کے مانند ہیں -4 ماہ کے بعد فراہم کی گئی تفصیلات- نظر بندی کی قانونی حیثیت- جتنی جلدی ہو سکے تفصیلات فراہم کرنے کا فرض- حکم نظر بندی کی صورت-ہوم سکریٹری کے دستخط شدہ حکم۔ جوازیت

امتناعی نظر بندی ایکٹ IV، سال 1950 کی دفعہ 3 کے تحت بنائے گئے حکم نظر بندی میں کسی مقررہ مدت کی وضاحت نہ کرنا، آئین کے آرٹیکل 22 کی شق (4)(a) اور (7)(a) اور ایکٹ کی دفعہ 12 میں موجود توضیعات کے پیش نظر حکم کو کالعدم قرار دینا کوئی مادی غلطی نہیں ہے۔

حکم نظر بندی جس میں واضح طور پر کہا گیا ہو کہ متعلقہ ریاست کا گورنر اس طرح کا حکم دینے کی ضرورت سے مطمئن تھا اور یہ کہ یہ گورنر کے حکم سے کیا گیا تھا، صرف اس وجہ سے ناقص نہیں ہے کہ اس پر داخلہ سکریٹری کے دستخط ہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

آرڈر کی بنیاد کا رابطہ براہ راست آرڈر دینے والی اتھارٹی کے بذریعے کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کاروبار کے انتظامی قواعد کے ذریعہ مقرر کردہ تسلیم شدہ چینلز کے بذریعے کیا جاسکتا ہے۔

حکم نظر بندی دیتے وقت کسی شخص کے ماضی کے طرز عمل یا ماضی کی تاریخ کو مد نظر رکھا جاسکتا ہے، اور در حقیقت، یہ بڑی حد تک کسی شخص کے رجحانات یا جھکاؤ کو ظاہر کرنے والے سابقہ واقعات سے ہوتا ہے کہ آیا وہ مستقبل میں بھی اس انداز میں کام کر سکتا ہے جو امن عامہ کی بحالی کے لیے متعصبانہ ہو۔ اگر حکم دینے والا اختیار مطمئن ہو کہ جس بنیاد پر حراست میں لیے گئے شخص کو کسی سابقہ موقع پر حراست میں لیا گیا تھا وہ اب بھی دستیاب ہے اور اس کی بنیاد پر حراست کی ضرورت تھی تو اس حقیقت سے اتھارٹی کو کوئی بدنیتی سے منسوب نہیں کیا جاسکتا کہ دوسری حراست کے لیے مبینہ بنیاد پہلی حراست کی طرح ہی ہے۔

چاہے بنیاد "جتنی جلدی ہو سکے" بتائی گئی ہو، اس کا انحصار ہر مقدمے کے حقائق پر ہونا چاہیے۔ کوئی من مانی وقت کی حد مقرر نہیں کی جاسکتی۔

عدالت عظمیٰ کے حالیہ فیصلوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (a) محض اپنی طرف سے قائم بنیادوں کی مبہم پن اور بدنیتی کا نتیجہ اخذ کیے بغیر یا نیک نیتی کا فقدان حکم دینے کی ضرورت کے لیے کسی عدالت میں جائز مسئلہ نہیں ہے، اس لیے کہ جس بنیاد یا بنیادوں پر حکم نظر بندی دیا گیا تھا وہ حکومت یا مجازِ نظر بندی کے شخصی اطمینان کا معاملہ ہے؛ (b) قانون میں ایسا کچھ نہیں ہے جس سے حراست میں لیے گئے شخص کو معقول وقت کے اندر پیش کی جانے والی بنیادوں کی تفصیلات کو روکا جاسکے تاکہ وہ فیصلہ کر سکے۔ حکم نظر بندی کے خلاف نمائندگی کرنے کا جلد از جلد موقع جو ہر معاملے کے حقائق پر منحصر ہے؛ (c) ایسی تفصیلات کے تیزی سے اضافے کے ساتھ بنیاد پیش کرنے میں ناکامی جو حکم نظر بندی کے خلاف جلد از جلد موقع پر نمائندگی کرنے کے قابل بنائے گی، اسے عدالت کے ذریعہ آئین کے ذریعہ ضمانت شدہ بنیادی حق یا حفاظتی تحفظ پر حملہ سمجھا جاسکتا ہے، یعنی۔ نمائندگی کرنے کا جلد از جلد موقع دیا جائے ؛ اور (d) کہ اصل حکم نظر بندی کو مضبوط یا مستحکم کرنے کے لیے کوئی نئی بنیاد فراہم نہیں کی جاسکتی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

جہاں درخواست کنندگان جن کے خلاف احکامات نظر بندی دیے گئے تھے انہیں صرف مبہم بنیاد دی گئی تھی اور انہیں تفصیلات سے آگاہ کرنے میں تقریباً 4 ماہ کی ناقابل معافی تاخیر ہوئی تھی، ان کا مؤقف تھا کہ ان کی حراست غیر قانونی تھی اور انہیں رہا کیا جانا چاہیے۔

بنیادی دائرہ اختیار:- درخواستیں نمبر 149 اور 167، سال 1950۔

حکم پیشگی ملزم کی نوعیت میں رٹ کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

پٹیشن نمبر 149 میں درخواست گزار کے لیے باوا شیو چرن سنگھ۔

درخواست نمبر 167 میں درخواست گزار کے لیے این ایس بندرا۔

دونوں درخواستوں میں مدعا علیہ کی طرف سے پنجاب کے ایڈوکیٹ جنرل بی کے کھنہ۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت، یونین آف انڈیا کی طرف سے (پٹیشن نمبر 149 میں مداخلت کار)۔

23.1951 فروری۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس چندر شیکھر اایر نے سنایا۔

دو درخواستوں میں سے پہلی عرضی اُجاگر سنگھ نے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت حکم پیشگی ملزم کی رٹ اور حراست سے رہائی کے حکم کے لیے دائر کی ہے۔ مؤخر الذکر درخواست جگجیت سنگھ کی طرف سے بھی اسی طرح کی ہے۔ دونوں درخواستوں میں مدعا علیہ ریاست پنجاب ہے۔ احکامات نظر بندی امتناعی نظر بندی ایکٹ IV، سال 1950 کے تحت دیے گئے تھے۔ درخواستیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں، سوائے اس کے کہ وہ ایک ہی بنیاد اٹھاتی ہیں۔

پٹیشن نمبر 149، سال 1950 میں، اُجاگر سنگھ کو اصل میں 29 ستمبر 1948 کو ایسٹ پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار اور حراست میں لیا گیا تھا۔ انہیں 28 مارچ 1949 کو رہا کیا گیا تھا، لیکن اسی تاریخ کو ان کے خلاف نظر بندی کا حکم تھا۔ 29 ستمبر 1949 کو انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ 2 مارچ، 1950 کو، ان پر امتناعی نظر بندی ایکٹ 1950 کے تحت حکم نظر بندی جاری کیا گیا، اور 3 اپریل،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

1950 کو، انہیں 11 مارچ، 1950 کو نظر بندی کی بنیاد پر پیش کیا گیا۔ ستمبر 1949 اور مارچ 1950 دونوں میں، بنیاد پر الزام لگایا گیا تھا کہ "آپ نے تحصیل اونا میں زیر زمین کمیونسٹوں کے جاری کردہ قابل اعتراض لٹریچر کو پھیلا کر اور تقسیم کر کے کرایہ داروں کے درمیان عوامی انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی۔" اضافی وجوہات جولائی 1950 میں فراہم کی گئیں۔

پٹیشن نمبر 167، سال 1950 میں جگجیت سنگھ کو 24 جولائی 1948 کو پنجاب سیفٹی ایکٹ 1947 کی توضیعات کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔ مشرقی پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ، 1949 کے نافذ ہونے کے بعد، 14 مئی 1949 کو اس پر ایک نیا حکم نظر بندی جاری کیا گیا اور اسے جیل میں رکھا جاتا رہا۔ نظر بندی کی وجوہات اسے 7 ستمبر 1949 کو فراہم کی گئیں۔ امتناعی نظر بندی ایکٹ (IV، سال 1950) مورخہ 2 مارچ 1950 کے تحت نظر بندی کا ایک نیا حکم 7 مارچ 1950 کو جاری کیا گیا۔ 11 مارچ 1950 کو حراست کی بنیاد 3 اپریل 1950 کو ان پر عائد کی گئی۔ ستمبر 1949 اور اپریل 1950 دونوں میں، ایک ہی وجہ فراہم کی گئی تھی، یعنی، "کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی کے مطابق، آپ عوام کو پر تشدد انقلابی مہم کے لیے تیار کرنے میں مصروف تھے اور اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پارٹی کے خفیہ اجلاسوں میں شرکت کی۔" 5 اگست 1950 کو اضافی یا ضمنی وجوہات فراہم کیے گئے۔

درخواست کنندگان کی جانب سے ان کی نظر بندی کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے کئی دلائل پیش کیے گئے اور زور دیا گیا کہ چونکہ حراست غیر قانونی تھی اور درخواست کنندگان کے ذاتی آزادی کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کی گئی تھی، اس لیے انہیں آزاد کر دیا جانا چاہیے۔ ان کی طرف سے لیے گئے نکات کا خلاصہ درج ذیل کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ اب زیر ذکر نظر بندی کی بنیاد وہی تھی جو 1948 یا 1949 میں متعین کی گئی تھی، یعنی صوبائی قوانین کے تحت مہینوں پہلے، حکم نظر بندی خودکار طریقے سے طور پر دیا گیا تھا اور واقعی اس معنی میں بدنیتی پر مبنی تھا کہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا کہ مجازِ نظر بندی کی طرف سے کوئی تازہ اطمینان تھا کہ عوامی نظم و ضبط کے مفاد میں نظر بندی ضروری تھی۔ دوسرا، بنیاد "جتنی جلدی ہو سکے" نہیں دی گئی تھی، جو کہ ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت ضروری ہے؛ اور چونکہ حکم نظر بندی اور بنیاد دینے کے درمیان غیر معمولی طور پر طویل مدت گزر جاتی ہے، اس لیے مناسب وقت گزرنے کے بعد نظر بندی کو غیر قانونی قرار دیا جانا چاہیے۔ تیسرا، اصل میں دی گئی بنیادیں اتنی مبہم تھیں کہ انہیں بالکل بھی ایسی بنیاد نہیں کہا جا سکتا جو حراست میں لیے گئے شخص

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کو حکم کے خلاف کوئی نمائندگی کرنے کے قابل بنائے۔ چوتھا، اضافی بنیاد پیش نہیں کی جا سکتی تھی اور اس پر غور کرنے میں اس بات کو مد نظر نہیں رکھا جانا چاہیے کہ آیا اصل حکم جائز تھا، یا آیا کسی خاص مدت کے بعد نظر بندی غیر قانونی ہو گئی تھی۔ ذیلی نوعیت کے دو دیگر نکات بھی اٹھائے گئے، یعنی یہ کہ حکم خراب تھا کیونکہ اس میں نظر بندی کی مدت کی وضاحت نہیں کی گئی تھی جیسا کہ دفعہ 12 کے ذریعہ ضروری معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ دی گئی بنیاد یہ بیان کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے کہ حکم دینے والا اختیار ریاست کا گورنر تھا۔

آخری دو نکات میں کوئی چیز نہیں ہے۔ ایکٹ کے دفعہ 12 میں اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ نظر بندی کی مدت اس حکم میں ہی متعین کی جانی چاہیے جہاں نظر بندی کسی بھی شخص کو عوامی نظم و ضبط کی بحالی کے لیے متعصبانہ انداز میں کام کرنے سے روکنے کے لیے ہے۔ دفعہ خود یہ فراہم کرتا ہے کہ اسے ایڈوائزری بورڈ کی رائے حاصل کیے بغیر تین ماہ سے زیادہ لیکن حراست کی تاریخ سے ایک سال سے زیادہ کی مدت کے لیے نظر بندی میں رکھا جا سکتا ہے۔ عام طور پر، نظر بندی کی مدت تین ماہ سے زیادہ نہیں ہو گی، جب تک کہ کوئی مشاورتی بورڈ مذکورہ مدت کی میعاد ختم ہونے سے پہلے رپورٹ نہ کرے کہ اس کی رائے میں اس طرح کی نظر بندی کی کافی وجہ ہے۔ آئین کا آرٹیکل 22، شق (4)، ذیلی شق (a) دیکھیں۔ اسی آرٹیکل کی ذیلی شق (7)(a) کے تحت پارلیمنٹ قانون کے ذریعے وہ حالات مقرر کر سکتی ہے جن کے تحت کسی شخص کو شق (4) کی ذیلی شق (a) کی توضیعات کے مطابق مشاورتی بورڈ کی رائے حاصل کیے بغیر کسی قانون کے تحت تین ماہ سے زیادہ کی مدت کے امتناعی نظر بندی میں رکھا جا سکتا ہے۔" لہذا، تین ماہ سے زیادہ کی نظر بندی کو یا تو مشاورتی بورڈ کی رائے کی بنیاد پر جائز قرار دیا جا سکتا ہے جس میں طویل نظر بندی کی منظوری دی گئی ہو یا اس کی ضمانت دی گئی ہو یا اس بنیاد پر کہ نظر بندی امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے ہے، ایسی صورت میں یہ کسی بھی صورت میں ایک سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی، جیسا کہ امتناعی نظر بندی ایکٹ کے دفعہ 12 میں کہا گیا ہے۔ اس طرح یہ واضح ہے کہ مدت عام طور پر تین ماہ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے، لیکن بعض خاص معاملات میں یہ ایک سال تک جا سکتی ہے۔ ان توضیعات کے پیش نظر، حکم نظر بندی میں کسی خاص مدت کی وضاحت نہ کرنا کوئی مادی غلطی نہیں ہے جس سے حکم خود ہی غلط ہو جاتا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

امتناعی نظر بندی ایکٹ دفعہ 3 کے تحت، حکم دینے کا اختیار ریاستی حکومت کو حاصل ہے۔ آئین کی دفعہ 166(1) میں کہا گیا ہے کہ کسی ریاست کی حکومت کی تمام انتظامی کارروائی گورنر کے نام پر کی جائے گی۔ احکامات نظر بندی میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ پنجاب کا گورنر ان کی ضرورت سے مطمئن تھا اور وہ اس کے حکم سے بنائے گئے تھے۔ ان احکامات پر شک و شبہ ہوم سکریٹری کے دستخط ہوتے ہیں، لیکن یہ کوئی نقص نہیں ہے۔ حکم دینے والی اتھارٹی کے ذریعے براہ راست وجوہات کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ دفعہ 7 میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مواصلات کاروبار کے انتظامی قواعد کے ذریعہ مقرر کردہ تسلیم شدہ ذریعوں کے بذریعے ہو سکتا ہے۔

آیئے اب ہم اپنی توجہ اہم تنازعات کی طرف موڑتے ہیں۔ اس حقیقت میں کوئی عجیب یا حیران کن بات نہیں ہے کہ دونوں مقدمات میں کئی مہینوں کے وقفے کے بعد ایک ہی بنیاد کو دہرایا گیا ہے جب یہ یاد کیا جاتا ہے کہ درخواست کنندگان پورے درمیانی عرصے کے دوران نظر بندی میں اور جیل میں تھے۔ کوئی نئی سرگرمیاں ان سے منسوب نہیں کی جا سکتیں۔ صرف اصل بنیاد یا بنیادوں کی تکرار ہو سکتی ہے، چاہے وہ اچھی ہو یا بری۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ مجازِ نظر بندی کا اطمینان خالصتاً خودکار طریقے سے تھا اور یہ کہ ذہن قلم کے ساتھ نہیں جاتا تھا۔ حکم نظر بندی دیتے وقت کسی شخص کے ماضی کے طرز عمل یا ماضی کی تاریخ کو مد نظر رکھا جا سکتا ہے، اور در حقیقت، یہ بڑی حد تک اس شخص کے رجحانات یا جھکاؤ کو ظاہر کرنے والے سابقہ واقعات سے ہے کہ آیا وہ مستقبل میں بھی اس انداز میں کام کر سکتا ہے جو امن عامہ کی بحالی کے لیے متعصبانہ ہو۔ اگر اتھارٹی خود کو مطمئن کرے کہ اصل بنیاد اب بھی دستیاب ہے اور اس کی بنیاد پر نظر بندی کی ضرورت ہے، تو صرف اس حقیقت سے اتھارٹی کو کوئی بدنیتی نہیں بتائی جا سکتی۔

ایکٹ اس وقت کا تعین نہیں کرتا ہے جس کے اندر نظر بندی میں لیے گئے شخص کو بنیاد فراہم کی جانی چاہیے۔ اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ مراسلہ "جتنی جلدی ہو سکے" ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے کہ معقول ترسیل اور جو معقول ہے اس کا انحصار ہر معاملے کے حقائق پر ہونا چاہیے۔ کوئی صوابدیدی وقت کی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ دونوں درخواستوں میں بنیاد کی ترسیل میں تاخیر کی کافی وضاحت ہوم سکریٹری نے کی ہے جو اپنے حلف نامے میں کہتے ہیں کہ تقریباً 250 قیدیوں کو بنیاد فراہم کی جانی تھی اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ضروری فارموں کی پرنٹنگ میں کچھ وقت لگا۔ ان کے مطابق، انہوں نے بنیاد کی فراہمی کے لیے 11-3-1950 پر بھی آرڈر دیا۔

وجوہات کی نہایت مبہمیت ہی اہم حجت کا اہم طریقہ رہ جاتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، پٹیشن نمبر 149، سال 1950 میں بتایا گیا اصل مقصد "زیر زمین کمیونسٹوں کی طرف سے جاری کردہ قابل اعتراض لٹریچر کو پھیلا کر اور تقسیم کر کے تحصیل میں کرایہ داروں میں عوامی انتشار پیدا کرنا ہے"۔ دوسری درخواست میں، بنیاد یہ ہے کہ "کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی کے مطابق آپ عوام کو پر تشدد انقلابی مہم کے لیے تیار کرنے میں مصروف تھے اور اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پارٹی کے خفیہ اجلاسوں میں شرکت کی۔" ہم بعد میں پیش کردہ اضافی بنیادوں کو اس لمحے کے لیے ایک طرف رکھ دیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ دونوں صورتوں میں پہلی بار میں فراہم کردہ بنیاد انتہائی مبہم تھے۔ اگر ہمارے پاس صرف ایشور داس کے کیس کی سماعت ہوتی، پٹیشن نمبر 30، سال 1950، تو اس طرح کی مبہم پن بذات خود درخواست کنندگان کی رہائی کا جواز بن جاتا۔ تاہم، اس فیصلے کی تاریخ کے بعد سے، اس عدالت کو بالترتیب بمبئی اور کلکتہ کے دو مقدمات - مقدمات نمبر 22 اور 24، سال 1950- میں اس سوال پر بڑی حد تک غور کرنا پڑا، جہاں امتناعی نظر بندی ایکٹ کے دفعہ 7 کے معنی اور دائرہ کار کا موضوع اور آئین ہند کی ذیلی شقوں (5) اور (6) کے آرٹیکل 22، تفصیلی غور کے لیے سامنے آئے۔ مذکورہ مقدمات کا فیصلہ 25 جنوری 1951 کو کیا گیا تھا، اور اب ہم ان فیصلوں میں طے شدہ اصولوں کے مطابق چل رہے ہیں۔ یہ کیس نمبر 22، سال 1950 ([1]) میں ججوں کی اکثریت کے ذریعے حکم ہوا تھا۔ (a) یہ کہ حکم دینے کی ضرورت کے پیش نظر اپنے آپ میں اور بدنیتی یا نیک نیتی کے نتیجے میں کھڑے ہونے کے بغیر محض بنیادوں کی مبہم پن کوئی منصفانہ مسئلہ نہیں ہے، اس لیے کہ جس بنیاد یا بنیادوں پر حکم نظر بندی دیا گیا تھا وہ حکومت یا مجازِ نظر بندی کے شخصی اطمینان کا معاملہ ہے؛ (b) کہ قانون میں ایسا کچھ نہیں ہے جو نظر بندی میں لیے گئے شخص کو معقول وقت کے اندر پیش کی جانے والی بنیادوں کی تفصیلات کو روک سکے، تاکہ اسے اس کے خلاف نمائندگی کرنے کا جلد از جلد موقع مل سکے۔ حکم نظر بندی جو ہر مقدمے کے حقائق پر منحصر ہونے کے لیے معقول وقت ہے؛ (c) اس طرح کی تفصیلات کے تیزی سے اضافے کے ساتھ بنیاد فراہم کرنے میں ناکامی جو حکم نظر بندی کے خلاف جلد از

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جلد موقع پر نمائندگی کرنے کے قابل بنائے گی، اسے عدالت کے ذریعے آئین کی طرف سے ضمانت شدہ بنیادی حق یا تحفظ پر حجت سمجھا جا سکتا ہے، یعنی۔ نمائندگی کرنے کا جلد از جلد موقع دیا جائے؛ اور (d) کہ حراست کے اصل حکم کو مضبوط یا مستحکم کرنے کے لیے کوئی نئی بنیاد فراہم نہیں کی جا سکتی۔

ہمیں نظر بند کی ابتدائی تاریخ سے اتنا تعلق نہیں ہے جتنا کہ امتناعی نظر بندی ایکٹ 1950 کے تحت ان کے ساتھ کیا ہوا۔ اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ مارچ 1950 میں مذکور بنیاد وہی تھی جو ستمبر 1949 میں دی گئی تھی، اور آرڈر دینے کی حمایت کے لیے دونوں صورتوں میں فراہم کردہ اصل بنیاد میں مبہم پن کو نظر انداز کرتے ہوئے، تقریباً چار ماہ کی تاخیر کا جواز پیش کرنا ناممکن ہے جسے اضافی یا ضمنی بنیاد کہا گیا ہے۔

آیئے پہلے پٹیشن نمبر 149 پر غور کریں۔ جولائی 1950 میں فراہم کی گئی بنیادوں میں کئی ایسی ہیں جن کا بظاہر اصل بنیاد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ "آپ اکتوبر 1947 میں بھلیر اڈیم پر کام کرنے والے مزدوروں کی ہڑتال کے ذمہ دار تھے۔".................. "آپ نے 1948 میں ننگل میں کام کرنے والے مزدوروں کو ان کے مطالبات کی قبولیت کے لیے ہڑتال پر جانے کے لیے اکسایا۔" "رہائی کے بعد آپ اپنے گاؤں سے فرار ہو گئے اور کافی عرصے تک لاپتہ رہے۔" "جب آپ کو 29-9-1949 پر دوبارہ گرفتار کیا گیا تو آپ کی ذاتی تلاش سے بہت زیادہ قابل اعتراض کمیونسٹ لٹریچر برآمد ہوا"۔ یہ نئی بنیاد کی مثالیں ہیں، اور اس لیے انہیں غور سے ختم کرنا ہوگا۔ جگجیت سنگھ کی پٹیشن نمبر 167، سال 1950 میں، اضافی بنیاد، جو تعداد میں دس ہیں، کی تاریخ 31-7-1950 ہے، لیکن وہ 5-8-1950 پر اس پر پیش کی گئیں، یعنی آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت میں اپنی پٹیشن تیار کرنے کے دو دن بعد۔ اس بنیاد کو اس کے خلاف 3-4-1950 پر لگائے گئے عام الزام کی تفصیلات کے طور پر لیا جا سکتا ہے جب نظر بندی کی اصل بنیاد پیش کی گئی تھی۔ لیکن اس وقت کے عنصر کو ذہن میں نہیں رکھا گیا تاکہ وہ جلد از جلد موقع پر باز آ سکے یا اس پر عمل کیا جائے۔ حکومت پنجاب کے ہوم سکریٹری شری وشن بھگوان کے 6 ستمبر 1950 کے حلف نامے میں تفصیلات کی وضاحت میں اس غیر معمولی تاخیر کی کوئی وضاحت پیش نہیں کی گئی ہے۔ یہ تاخیر واقعی بہت بدقسمتی کی بات ہے۔ لیکن اس کے ہونے کی وجہ سے درخواست گزار یہ زور نہیں دے سکتا تھا کہ آئین کی طرف سے اس کے لیے ضمانت شدہ قیمتی حقوق میں سے ایک کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ داخلہ سیکرٹری کی طرف سے یہ الزام

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نہیں لگایا گیا ہے کہ نظر بند کو یہ تفصیلات اس وقت فراہم کی گئی تھیں جب اسے صوبائی قانون کے تحت گرفتار اور نظر بندی میں لیا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں اسے ایک بار پھر وہی تفصیلات دینا غیر ضروری سمجھا گیا تھا۔ دوسری طرف، نظر بند شخص کی شکایت یہ رہی ہے کہ اسے 5 اگست 1950 تک کوئی تفصیل نہیں دی گئی تھی۔

چونکہ درخواست کنندگان کو صرف مبہم بنیاد دی گئی تھی جو مخصوص نہیں کی گئی تھی یا ان کی وضاحت نہیں کی گئی تھی تاکہ انہیں اپنے احکامات نظر بندی کے خلاف نمائندگی کرنے کا جلد سے جلد موقع فراہم کیا جا سکے، اور جو الزام لگایا گیا تھا اس کی تفصیلات سے انہیں آگاہ کرنے میں ان کی ناقابل معافی تاخیر کی وجہ سے، درخواست کنندگان کو رہا کرنا ہوگا، قواعد کو مطلق کیا جا رہا ہے۔ اس کے مطابق حکم دیا گیا۔

پتنجلی شاستری جسٹس۔ میں اپنے فاضل بھائی جسٹس چندر شیکھر ائر کے قابل تجویز حکم سے اتفاق کرتا ہوں۔

جسٹس داس۔ کیس نمبر 22، سال 1950 (دی اسٹیٹ آف بمبئی بنام آتمارام سریدھر آچاریہ) میں اکثریت کے فیصلے کے پیش نظر، میں اپنے فاضل بھائی کے قابل تجویز حکم سے اتفاق کرتا ہوں۔

اس کے مطابق حکم دیا گیا

پٹیشن نمبر 194، سال 1950

درخواست گزار کا ایجنٹ: آر آر بسواس۔

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: پی اے مہتا۔

مداخلت کار کے لیے ایجنٹ: پی اے مہتا۔

پٹیشن نمبر 167، سال 1950

درخواست گزار کے لیے ایجنٹ: آر ایس نرولا۔

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: پی اے مہتا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document